مستشرقین کے مطالعہ سیرت کے اہداف ومناھج

تحریک استشراق میں مختلف مذاہب اور نظریات سے تعلق رکھنے والے مستشرقین جمع ہیں۔ ان کا تعلق ایسے ممالک سے ہے۔ جن کے مفادات بعض اوقات ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں۔ مگر اسلام اور پیغمبر اسلام کی دشمنی میں سب ایک ہو جاتے ہیں۔ جن مقاصد کے تحت مشرقی زبانوں، تہذیبوں، مذاہب اور علاقوں خصوصاً اسلام پر یہ لوگ توجہ دیتے ہیں۔ وہ درج ذیل اقسام میں تقسیم کیے جاسکتے ہیں۔

۱۔ **نظریاتی مقاصد:** اسلام اور دوسرے ادیان میں بڑے بنیادی اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اسلام کا نظریہ حیات، اس کا نظام فکر وعمل اس کے تہذیب وتمدن کا اظہار، یہودیت، عیسائیت اور دوسرے مشرکانہ مذاہب سے یکسر مختلف ہے۔ پھر دانائے سبل، ختم الرسل نے اسلام کی جو دعوت پیش کی اُس نے روز اول ہی ادیان باطلہ کی نفی کر دی تھی۔ اس لحاظ سے یہ امر تعجب خیز نہیں کہ دوسرے مذاہب کے پیروکار، اسلام، پیغمبر اسلام اور عالم اسلام کے بارے میں سخت معاندانہ رویہ رکھتے ہیں۔ اور پیغمبر اسلام کے خلاف اپنے بغض وعناد کا اظہار ہر ممکن طریقہ سے کرتے ہیں۔ ان کا یہ رویہ اور ان کی شقاوت وقساوت دراصل نظریاتی اور فکری بنیادوں پر استوار ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ایک جگہ اس حقیقت کبریٰ کا اظہار کرتے ہوئے کہا گیا۔

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُواْ الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُواْ وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِينَ آمَنُواْ الَّذِينَ قَالُوَاْ إِنَّا نَصَارَى ذَلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَاناً وَأَنَّهُمْ لاَ يَسْتَكْبِرُونَ (المائدہ:۸۲)

''یقیناً آپ ﷺ ایمان والوں کا سب سے زیادہ دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پائیں گے اور ایمان والوں سے سب سے زیادہ دوستی کے قریب آپ یقیناً انہیں پائیں گے جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں یہ اس لیے کہ ان میں علماء اور عبادت کے لیے گوشہ نشین افراد پائے جاتے ہیں اور اس وجہ سے کہ وہ تکبر نہیں کرتے''۔

یہی وجہ ہے کہ مستشرقین کے پورے گروہ میں نمایاں ترین عناصر، یہود، نصاریٰ اور مشرکین ہیں۔ انہیں اسلام، پیغمبر اسلام اور اہل اسلام کی سرفرازی کسی طور پر بھی پسند نہیں ان کی تمام تر مساعی کا ہدف ہی یہ ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام کو دنیا کے سامنے کریہہ المنظر بنا کر پیش کیا جائے۔

۲۔ **تاریخی مقاصد:** محمد ﷺ کا لایا ہوا انقلاب چند ہی سالوں میں پورے جزیرۃ العرب میں پھیل گیا۔ اور اس کے علمبرداروں نے انتہائی مختصر مدت میں اسلام کا پرچم دنیا کے دُور دراز علاقوں میں جا کر لہرادیا۔ اسلام کی انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ وسعت واشاعت نے جہاں ایک طرف دنیائے مغرب کی مذہبی ونظریاتی رفعتوں کو پامال کیا۔ وہاں دوسری طرف اسلام کی عسکری فتوحات نے ان کی شوکت وسطوت کو پارہ پارہ کر دیا۔ بازنطینی سلطنت کے زرخیز خطوں (شام، فلسطین، مصر وغیرہ) پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ اور چرچ کے مضبوط قلعے فتح ہو گئے۔ شمالی افریقہ، اندلس اور سسلی کی عرب فتوحات نے دنیائے مغرب کو

زیروزبر کردیا۔ اور یوں اسلام اور مغرب کے درمیان عداوت کی مستقل بنا پڑ گئی۔ اور جب گزشتہ چار پانچ صدیوں پہلے ساری دنیا میں اہل اسلام علمی اور سیاسی قوت میں زیرنگوں ہوئے تو اہل مغرب کو اپنے زخموں کا بدلہ لینے کا موقع مل گیا۔ وہ اپنی کھوئی ہوئی مذہبی اور سیاسی عظمت رفتہ کو پھر سے حاصل کرنے کے لیے متحدہ طور پر سرگرم عمل ہوئے۔ ان کا مقصد دنیا سے اسلام کی سیادت و قیادت کو ختم کر کے یہودیت ونصرانیت کا بول بالا کرنا ہے۔ اس بنیادی مقصد کے حصول کے لیے مطالعہ سیرت کی آڑ میں پیغمبر اسلام کی کردار کشی کی ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے۔

۳۔ **سیاسی مقاصد:** صلیبی جنگوں میں دنیائے اسلام کے خلاف دنیائے یورپ کی متحدہ کوششیں چونکہ ناکام ونامراد ہوئیں اور (۱۰۹۶ء ۔ ۱۲۹۲ء) معرکہ ہائے صلیب وہلال کے نتائج ارباب کلیسا کے حق میں اچھے نہ نکلے۔ اس لیے انہوں نے عسکری محاذ پر شکست کھانے کے بعد فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کو شکست دینے کے لیے علمی وفکری محاذ کو منظم کیا ئے۔ اس سلسلہ میں لارڈ ایبی کا یہ تبصرہ قابل ذکر ہے کہ 'فوجی اعتبار سے تو اب صلیبی جنگیں ختم ہو چکی ہیں مگر یورپی لوگ دین اسلام اور اس کی تہذیب کے بارے میں تحریراً جن خیالات کا اظہار کریں گے ان میں تعصب کے اثرات ہمیشہ باقی رہیں گے'۔ گویا کہ عالم اسلام کو سیاسی طور پر مغلوب کرنے کے لیے ان کے دین اور پیغمبر کے خلاف ہرزہ سرائی کرنا ان کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔

جیسا کہ برطانیہ کے ایک سابق وزیر اعظم 'گلاڈسٹن' نے اسلام کے متعلق اپنی قوم کو خبردار کیا 'جب تک مسلمانوں کے ہاتھوں میں یہ قرآن موجود ہے۔ اس وقت تک یورپ مشرق پر اپنا تسلط قائم نہیں کر سکتا اور نہ ہی یورپ خود محفوظ ہے'۔ اسی طرح ایک معروف مستشرق 'لورانس براون' نے اپنے استشراقی جذبات کا اظہار اس طرح کیا 'حقیقی خطرہ اسلامی نظام' اس کے پھیلنے اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی صلاحیت اور اس کی قوت حیات میں ہے۔ مغربی استعمار کے راستے میں یہی واحد دیوار ہے'۔

لہٰذا مغربی استعمار کی قوتیں ساری دنیا پر اپنی بالادستی کے خواب کو پورا کرنے کے لیے اہل اسلام کو زیرنگین کرنے کے لیے اس کے دین اور پیغمبر اسلام کے کردار میں تشکیک وتذبذب پیدا کرنے کے لیے مسلسل کوشاں ہیں۔

۴۔ **مذہبی مقاصد:** مستشرقین من حیث المجموع چاہے قدیم ہوں یا جدید، مغرب ہوں یا مشرق کے، اپنی اصل ونسل کے اعتبار سے بہر حال یہودی، عیسائی اور مشرک ہی رہے ہیں۔ اختلاف دین ومذہب کی بنا پر ان کے جذبات وخیالات تو پہلے سے ہی مذہبی بغض وعداوت (Religious Hostility) کے آئینہ دار تھے۔ اس پر مستزاد امر ہوا کہ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے حقیقی مآخذ سے دُور، صدیوں سے جہالت وبے خبری اور عدم واقفیت کا شکار رہے۔ اس کا واضح نتیجہ ایک طرف تو یہ سامنے آیا کہ اسلام اور داعی اعظم ﷺ کے بارے میں، کم وبیش ۱۹ ویں صدی کے اختتام تک، دانستہ یا نادانستہ طور پر وہ جو کچھ لکھتے رہے، وہ صریحاً ظن وتخمین اور وہم وگمان کی پیداوار تھا۔ چنانچہ بے سروپا روایات، من گھڑت حکایات، لچر قصے کہانیاں اور اسی طرح کا بلاتحقیق خام مواد مستشرقین، اسلام اور پیغمبر اسلام کی نفرت انگیز تصویر پیش کرنے کے لیے بڑی دیدہ دلیری کیساتھ صدیوں استعمال کرتے

رہے۔ پھر دوسری طرف جب جہالت و بے خبری کا پردہ چاک ہوا اور مستشرقین اسلامی مآخذ کی تحقیق وتفتیش میں منہمک ہوئے، تب بھی انہوں نے دانستہ طور پر قرآن واحادیث اور سیرت نبویﷺ سے کھیلنے میں کوئی تکلف نہیں کیا۔ اور مشرقی مصادر کی ترتیب وتبویب کے سلسلہ میں، تمام تر محنتوں کے باوجود، فاش قسم کی غلطیاں کرتے رہے۔ ان تمام باتوں کا مقصد ایک ہی تھا یعنی تشکک وتذبذب کے بیج بو کر اسلام اور سرورِ عالمﷺ کے بارے میں مسلمانوں کے اعتبار کو ٹھیس پہنچانا اور انہیں آمادہ بہ نفرت کرنا۔ حالانکہ نبی اکرمﷺ کی آمد اور نبوت کے بارے میں یہود ونصاریٰ کی الہامی کتب میں واضح طور پر بشارتیں موجود ہیں۔ قرآن نے اسی لیے واضح طور پر بیان کیا ہے۔

يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ (البقرہ:۱۴۶)

''وہ آپ کو پہچانتے ہیں اس طرح جیسے کہ اپنی نسل والوں کو پہچانتے ہیں''۔

مگر اس کے باوجود پیغمبر اسلام کی سیرت مطہرہ پر کذب وافتراء مستشرقین کا من پسند موضوع رہا ہے۔

۵۔ **علمی مقاصد:** عالم اسلام کا علمی وسیاسی انحطاط، معاشرتی واخلاقی زوال اور تہذیب وثقافت کے تنزل کا باعث ہوا تو ادھر مسیحی یورپ کی ہمتیں بلند ہوئیں۔ جو صلیبی جنگوں کا پیش خیمہ ٹھہرا۔ بالآخر ۱۵ ویں صدی کے بعد انہیں سیاسی عروج حاصل ہونے لگا تو اقوام یورپ نے ایشیا، افریقہ اور دوسرے مشرقی علاقوں پر قبضہ جمانا شروع کر دیا۔ اور یوں مسلم ممالک پر استعماریت کی گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی گئی۔ یہی وہ دور تھا جب یورپ کے عہد تاریک کا خاتمہ ہوا۔ اور ان کے ہاں علم وتحقیق، بیداری تہذیب وتمدن کی ترقی کا دور شروع ہوا۔ اب ان کے سیاسی استعماریت کی مضبوطی کے لیے ضروری تھا کہ ایشیا اور افریقہ میں انہوں نے جو کالونیاں قائم کی ہیں۔ انہیں مضبوط ومستحکم بنانے کے لیے مادی وسائل اور اسلحہ سے زیادہ توجہ علمی وذہنی کاوشوں پر صرف کی جائے۔ یہی وجہ تھی کہ مستشرقین نے اپنے مفتوح ممالک پر استعماری پنجے گاڑھے رکھنے کے لیے ان اقوام کے افکار وعلوم سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے ان کی زبانیں سیکھیں۔ تاکہ ان کے مذہب تاریخ، تہذیب وتمدن وغیرہ پر گہری نظر رکھی جاسکے۔ اسی مقصد کے پیش نظر انہوں نے مسلمانوں کی زبان عربی پر خصوصی توجہ کی۔ کہ اسی کے ذریعے سے وہ اہل اسلام کے بنیادی مآخذ شریعت قرآن اور حدیث کو مکمل طور پر جان سکتے تھے۔ اس علم بینی کا ایک پہلو یہ تھا کہ مستشرقین اپنی تحقیقات کے پردے میں ایسے خیالات کو خاموشی کے ساتھ اسلام کے نظام فکر میں داخل کر دیں جس کا ادراک راسخ العقیدہ لوگوں کے سوا دوسرے نہ کر سکیں۔ ان کا خیال تھا کہ ان کے علم وتحقیقات سے مرعوب ہو کر ان کی ہر بات کو بلا چون وچرا درست مان لیا جائے گا۔ اس ضمن میں علوم اسلامیہ کا کوئی شعبہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں انہوں نے غلط مبحث سے کام نہ لیا ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لیے یورپی حکمرانوں نے مستشرقین کی مکمل طور پر سرپرستی کی۔ یہ سرپرستی صرف مالی صورت میں ہی نہیں تھی بلکہ مستشرقین کو وہ تمام وسائل مہیا کیے گئے جو ان کی تحقیق وتفتیش کے لیے ضروری تھے۔

۶۔ **معاشی مقاصد:** مذہبی اور سیاسی محرکات کے ساتھ معاشی وتجارتی مقاصد بھی مستشرقین کو اسلام اور پیغمبر اسلام کے مطالعے کے لیے راغب کرتے رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اقوام یورپ اور مشرقی ممالک میں سب سے پہلے رابطے کی ابتداء تجارتی تعلقات سے ہی ہوئی تھی۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ وہی تجار بالآخر سیاہ وسفید کے مالک بن بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلم مشرقی ممالک کو قدرتی وسائل کے خزانوں سے بھرپور نوازا ہے۔ ان قدرتی وسائل میں تیل اور گیس جیسی اہم نعمتیں باافراط مشرقی ممالک میں موجود ہیں۔ ان تمام وسائل پر قبضہ اقوام یورپ کا ایک دیرینہ خواب ہے۔ اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مشرقی اقوام کو مذہبی اور سیاسی انتشار میں مبتلا کر کے ان کی تہذیب وتمدن اور معیشت کو کمزور کیا جائے۔ ان مشرقی مسلم اقوام کو ان کی مذہبی بنیادوں سے دُور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کے مآ خذ شریعت قرآن اور سنت رسول کی قطعیت میں شکوک وشبہات کی دراڑیں ڈالی جائیں۔ یہی وہ مذموم مقاصد ہیں جن کے پیش نظر مستشرقین کئی صدیوں سے مطالعہ سیرت کی آڑ میں پیغمبر اسلام کی کردارکشی میں مصروف ہیں۔

سیرت رسول ﷺ کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنا، مستشرقین کی حکمت عملی کا مستقل لازمی حصہ رہا ہے۔ کیونکہ اس جہت سے یہ گنجائش باقی رہتی ہے کہ معصوم الذہن لوگ اور وہ افراد جن کا علم ومطالعہ راسخ نہیں، ان کے پراپیگنڈہ کا بآسانی شکار ہو سکتے ہیں۔

مستشرقین کے مقاصد (اہداف) کے حصول کا منہج

مندرجہ بالا تمام مقاصد کے حصول کے لیے اہل یورپ نے انتہائی غور وتدبر کے ساتھ منصوبہ بندی کی۔ اشاعت اسلام کے راستے میں بند باندھنا، عیسائیت کو پھیلانا، مشرقی اقوام پر اپنا تسلط قائم رکھنے کے لیے ان کے مزاج اور مسائل کے تناظر میں ان کے تہذیب وتمدن کا مطالعہ کرنا، یہ تمام مقاصد ایسے تھے۔ جن کے لیے عربی زبان کا جاننا انتہائی ضروری تھا۔ اس مقصد کے لیے یورپ کے طول وعرض میں ایسے اداروں کا جال بچھ گیا جن میں عربی کی تدریس کا بندوبست تھا۔ راجر بیکن اور ریمنڈ لل جیسے یورپی زعما اس حقیقت سے آشنا ہو چکے تھے کہ عربی سیکھے بغیر علم کا حصول ممکن نہیں اور علم کے بغیر مسلمانوں سے مقابلہ کرنے اور انہیں نیچا دکھانے کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ اس کام کے لیے سطحی نہیں بلکہ ٹھوس علم کی ضرورت تھی۔ جن لوگوں نے علوم شرقیہ میں ٹھوس قابلیت حاصل کی انہوں نے عربی کتابوں کو یورپی زبانوں میں منتقل کیا۔ ان کتابوں کی طباعت کا بندوبست کیا، ان سے استفادے کو آسان بنانے کے لیے مختلف کوششیں کی گئیں۔ یہ کوشش سرکاری سطح پر کی گئیں۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے حکومتی سطح پر نہ صرف مالی امداد بلکہ ہر طرح کا تعاون علماء کو فراہم کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان مغربی علماء کرام نے حکومتی سرپرستی میں علوم اسلامیہ کی تحصیل میں اپنی زندگیاں وقف کر ڈالیں۔ اس طرح اسلامی مصادر کی تحقیق ودریافت، ان کی تبویب اور اشاریہ سازی (Indexing) کا کام نہ صرف آگے بڑھایا بلکہ ایک طرف تو مستشرقین نے اس معاملے میں اپنی محنت وریاضت